اسرارِ خودی: بیاض اور مطبوعہ کلام ــــ تقابلی مطالعہ

بصیرہ عنبرین*

کلامِ اقبال کے تحقیقی و تنقیدی مطالعات کی ذیل میں علامہ اقبال کے فقید المثال شعری مجموعے اسرارِ خودی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ یہ نہ صرف علامہ کا اوّلین مجموعہ کلام ہے بل کہ ان کے پیش کردہ مرکزی تصور یعنی 'فلسفہ خودی' کی موثر طور پر تعبیر و تفسیر کرتا ہے۔ یہ عجمی تصوف کے خلاف دوٹوک اظہار بھی ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ فکری سطح پر یہ اقبال کا اس قدر چونکا دینے والا فلسفہ تھا کہ اسرارِ خودی کی اشاعت کے فوراً بعد اس پر تنقید و تنقیص کا سلسلہ شروع ہو گیا اور فکری حوالے سے مختلف سوال اٹھائے گئے۔ اسرارِ خودی حکیم فقیر محمد چشتی نظامی کی زیر نگرانی ستمبر ۱۹۱۵ء میں پہلی بار زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی اور اس پر اعتراضات ہوئے جن سے متاثر ہو کر پہلی اشاعت کے بعد اقبال نے مثنوی میں پیش کردہ اپنے نقطہ نظر کی بہتر اور واضح ترسیل کے لیے بعض اہم اضافات اور ترمیمات بہم پہنچائیں اور یوں ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کی جو اس مثنوی کے فہم کے ضمن میں پیدا ہوئیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اقبال نے نہ صرف اپنا تحریر کردہ طبع اول میں شامل دیباچہ حذف کر دیا بل کہ آغاز میں مندرج چند ابیات کے علاوہ افلاطون اور حافظ شیرازی کے افکار کی مذمت میں مرقوم اشعار بھی خارج کر دیے۔ ان نمایاں تبدیلیوں کے علاوہ انھوں نے اکثر شعری مقامات پر ارسال و ابلاغ معنی کی خاطر اضافات و ترمیمات بھی کیں۔ یہ ترمیم شدہ اشاعت ۱۹۱۸ء میں سامنے آئی جو رموزِ بےخودی کی طباعت کا سنہ بھی ہے۔ اس عرصے میں اقبال کا ذہن رسا مثنوی اسرارِ خودی کے مطالب کی توضیح و تشریح کے ضمن میں خاصا فعال اور متحرک رہا اور انھوں نے اس میں کئی نئے ابیات کا اضافہ کیا تاہم مجموعی ترتیب طبع دوم کے مطابق رہی۔ مثنوی کے متن کی یہ حتمی صورت ۱۹۲۳ء میں رموزِ بےخودی کے ہمراہ اسرار و رموز (یکجا) کے نام سے شایع ہوئی جس سے علّامہ کا مقصد یہ تھا کہ ناظرین کے لیے دونوں مثنویوں کی یک جا دستیابی ہو سکے اور تصورِ خودی و بےخودی کی تفہیم میں بھی سہولت ہو جائے۔ اقبال کی وفات کے بعد یہ مجموعہ ۱۹۴۰ء میں چوہدری محمد حسین کی زیر نگرانی چھپا۔ بعد ازاں وفاتِ اقبال کے پچاس برس مکمل ہونے پر فرزندِ اقبال جاوید اقبال نے کلامِ اقبال کو از سرِ نو

* ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی لاہور

کتابت کروا کے شایع کرایا۔ جس کے نسخے میں اسرارِ خودی کا متن بھی نئی اشاعت کے مرحلے سے گزار۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اسرارِ خودی تسلسل کے ساتھ مختلف اشاعتی اداروں سے چھپتی رہی۔ اس کی ایک قابل ذکر صورت اقبال اکادمی پاکستان سے شایع شدہ کلیاتِ اقبال (فارسی) میں شامل ہے۔

اسرارِ خودی کی بیاض دو مختلف صورتوں میں ہے۔ اوّلین شکل خاصی بے ترتیب اور منتشر ہے اور اس میں اکثر مقامات پر قطع و برید ملتی ہے۔ یہاں حواشی کا اندراج مطلق نہیں اور عناوین مثنوی مختلف صورت میں ملتے ہیں۔ بعض مقامات پر علامہ ان عنوانات کی صورت گری کے لیے قدرے مختلف ترتیب قائم کرتے ہیں۔ کہہ سکتے ہیں کہ بیاض مذکور میں ترتیب مثنوی نے اپنی حتمی شکل اختیار نہیں کی۔ اکثر مقامات پر ایک سے زاید اصلاحات ملتی ہیں اور اس بیاض سے اسرارِ خودی کی باقیات شعر اور متروکاتِ مثنوی سامنے آتے ہیں۔ یہ فلسفہ خودی کے باب میں اقبال کے ذہنی و فکری تموجات کو سمجھنے میں معاونت کرتی ہے اور وہ اس کی تخلیق کے دوران جس شعری عمل سے گزرے، اس کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اسرارِ خودی کی بیاض کی دوسری صورت میں بھی کاٹ چھانٹ ملتی ہے، حواشی کا اہتمام یہاں بھی نہیں اور بیش تر مقامات پر مثنوی کے عنوانات مطبوعہ کے مطابق نہیں ہیں۔ بعض طویل حصے جو بعد ازاں مطبوعہ میں شامل ہوئے اس میں موجود نہیں تاہم یہ بیاض حتمی صورت رکھتی ہے اور کافی حد تک اسرارِ خودی کی اوّلین طباعت (۱۹۱۵ء) کے مطابق ہے۔[۱] یاد رہے کہ بیاض کی ان دونوں صورتوں میں بھی طبع سوم ۱۹۲۳ء میں شایع شدہ کچھ ابیات شامل نہیں ہیں جو حیاتِ اقبال میں اسرارِ خودی کا حتمی متن ہے اور نہ صرف علامہ کی نظر سے گزرا بل کہ انھوں نے اسے تغیر و تبدل بھی کیا اور یہ اضافات کی شمولیت کے عمل سے بھی گزارا۔ پیش کردہ مقالہ اسرارِ خودی کی دوسری بیاض (جو مطبوعہ کے قریب تر ہے) اور حیات اقبال میں چھپنے والے اسی حتمی نسخے کے موازنہ و مقائسہ پر مبنی ہے۔

اس مقالے میں اسرارِ خودی کی ۱۹۲۳ء میں کی اشاعت اسرار و رموز (یکجا) کے ابیات بنیادی متن کے طور پر پیش ہیں۔[۲] اس کے صفحات نمبر کا اندراج اشعار کے ہمراہ قوسین میں کر دیا گیا ہے جب کہ بیاض سے اس کے متنی انحرافات بہ صورتِ حواشی مقالے کے آخر میں درج کیے گئے ہیں۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ یہاں بیاض اور طبع سوم کا موازنہ و مقائسہ کرتے ہوئے اسرارِ خودی کے تمام تر متن کا ترتیب اور تسلسل سے اندراج نہیں کیا گیا بل کہ صرف وہ اشعار درج ہیں جن کا تقابلی مطالعہ مقصود تھا۔ لہٰذا ان اشعار کو مثنوی کے متن کی تفہیم میں پیش نظر نہیں رکھا جاسکتا۔ ذیل میں اسرارِ خودی طبع سوم اور بیاض کا تقابل مع حواشی پیش ہے:

نیست در خشک و ترِ بیشۂ من کوتاہی   چوبِ ہر نخل کہ منبر نشود دار کنم[۳]

(ص ۳)

اشکِ من از چشمِ نرگس خواب شُست سبزہ از ہنگامہ ام بیدار رُست [۴]

(ص ۳)

در جہاں خورشیدِ نو زائیدہ ام رسم و آئینِ فلک نادیدہ ام [۵]

(ص ۴)

نغمہ ام از زخمہ بے پرواستم من نوائے شاعرِ فرداستم [۶]

(ص ۵)

قلزمِ یاراں چو شبنم بے خروش شبنمِ من مثلِ یم طوفاں بدوش [۷]

(ص ۵)

نغمہ من از جہانِ دیگر است ایں جرس را کاروانِ دیگر است [۸]

(ص ۵)

پنجہ کن با بحرم ار صحراستی [۹] برقِ من در گیر اگر سیناستی

(ص ۶)

ذرّہ از سوزِ نوایم زندہ گشت پر کشود و کرمکِ تابندہ گشت [۱۰]

(ص ۶)

خیز و در جامم شرابِ ناب ریز بر شبِ اندیشہ ام مہتاب ریز [۱۱]

(ص ۷)

جانِ او از شعلہ ہا سرمایہ دار من فروغِ یک نفس مثلِ شرار [۱۲]

(ص ۷)

شمعِ سوزاں تاخت بر پروانہ ام بادہ شبخوں ریخت بر پیمانہ ام [۱۳]

(ص ۸)

از نیستاں ہمچو نَے پیغام دہ قیس را از قومِ حَے پیغام دہ [۱۴]

(ص ۹)

نالہ را اندازِ نَو ایجاد کن بزم را از ہائے وہو آباد کن [۱۵]

(ص ۱۱)

قطرہ تا ہمپایہ دریا شود ذرّہ از بالیدگی صحرا شود [۱۶]

(ص ۱۱)

ہندیم از پارسی بیگانہ ام　　　　ماہِ نو باشم تہی پیمانہ ام[17]

(ص۱۱)

حُسنِ اندازِ بیاں از من مجو　　　　خوانسار و اصفہاں از من مجو[18]

(ص۱۱)

صد جہاں پوشیدہ اندر ذاتِ اُو[19]　　　　غیر او پیدا است از اثباتِ او

(ص۱۲)

در جہاں تخمِ خصومت کاشت است　　　　خویشتن را غیر خود پنداشت است[20]

(ص۱۲)

شعلہ ہائے او صد ابراہیمؑ سوخت　　　　تا چراغِ یک محمدؐ بر فروخت[21]

(ص۱۳)

خیزد انگیزد پرد تابد رمد　　　　سوزد افروزد کُشد میرد دمد[22]

(ص۱۳)

چوں حیات عالم از زورِ خودی است　　　　پس بقدرِ استواری زندگی است[23]

(ص۱۴)

قطرہ چوں حرفِ خودی ازبر کند[24]　　　　ہستیِ بے مایہ را گوہر کند

(ص۱۴)

گرچہ پیکر می پذیرد جامِ مے　　　　گردش از ما وام گیرد جامِ مے[25]

(ص۱۵)

حلقہ زد نور تا گردید چشم　　　　از تلاشِ جلوہ ہا جنبید چشم[26]

(ص۱۵)

سبزہ چوں تابِ دمید از خویش یافت[27]　　　　ہمّتِ او سینۂ گلشن شگافت

(ص۱۵)

چوں خودی آرد بہم نیروئے زیست　　　　می کشاید قلزمے از جوئے زیست[28]

(ص۱۵)

آرزو را در دلِ خود زندہ دار　　　　تا نگردد مشتِ خاکِ تو مزار[29]

(ص۱۶)

آرزو جانِ جہانِ رنگ و بو است فطرتِ ہر شے امینِ آرزو است [۳۰]

(ص۱۶)

نے بروں از نیستاں آباد شد نغمہ از زندانِ او آزاد شد [۳۱]

(ص۱۷)

چیست نظمِ قوم و آئین و رسوم چیست رازِ تازگیہائے علوم [۳۲]

(ص۱۷)

دست و دندان و دماغ و چشم و گوش [۳۳] فکر و تخیل و شعور و یاد و ہوش

(ص۱۷)

شمعِ خود را ہمچو رومی بر فروز روم را در آتشِ تبریز سوز [۳۴]

(ص۱۹)

عاشقانِ او ز خوباں خوب تر خوشتر و زیباتر و محبوب تر [۳۵]

(ص۱۹)

طور موجے از غبارِ خانہ اش کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش [۳۶]

(ص۲۰)

کمتر از آنے ز او قاتش ابد کاسبِ افزایش از ذاتش ابد [۳۷]

(ص۲۰)

بوریا ممنونِ خوابِ راحتش تاجِ کسرٰے زیرِ پائے امتش [۳۸]

(ص۲۰)

در دعائے نصرت آمیں تیغِ او قاطعِ نسلِ سلاطیں تیغِ او [۳۹]

(ص۲۰)

در جہاں آئینِ نو آغاز کرد مسندِ اقوامِ پیشیں در نورد [۴۰]

(ص۲۰)

در نگاہِ او یکے بالا و پست باغلامِ خویش بر یک خواں نشست [۴۱]

(ص۲۰)

لطف و قہرِ او سراپا رحمتے آں بیاراں ایں باعدا رحمتے [۴۲]

(ص۲۰)

در تپیدِ دمبدم آرامِ من[۴۳]　　　گرم تر از صبحِ محشر شامِ من

(ص ۲۲)

تا خدائے کعبہ بنوازد ترا　　　شرحِ "انّی جاعل" سازد ترا[۴۴]

(ص ۲۳)

اے فراہم کردہ از شیراں خراج　گشتۂ روبہ مزاج از احتیاج[۴۵]

(ص ۲۴)

خستگیہائے تو از ناداری است　　　اصلِ دردِ تو ہمیں بیماری است[۴۶]

(ص ۲۴)

وائے بر منّت پذیرِ خوانِ غیر　　　گردنش خم گشتۂ احسانِ غیر[۴۷]

(ص ۲۵)

پختہ چوں گردد جنونِ انتقام[۴۸]　　　فتنہ اندیشی کند عقلِ غلام

(ص ۳۰)

نیست ممکن کز کمالِ وعظ و پند　　　خوئے گرگی آفریند گوسفند[۴۹]

(ص ۳۱)

صاحبِ آوازۂ الہام گشت[۵۰]　　　واعظِ شیرانِ خوں آشام گشت

(ص ۳۱)

جستجوئے عظمت و سطوت شر است　　　تنگدستی از امارت خوشتر است[۵۱]

(ص ۳۲)

ذرّہ شو صحرا مشو گر عاقلی!　　　تا ز نورِ آفتابے برخوری[۵۲]

(ص ۳۲)

خیلِ شیر از سخت کوشی خستہ بود　　　دل بذوقِ تن پرستی بستہ بود[۵۳]

(ص ۳۳)

آمدش ایں پندِ خواب آور پسند　　　خورد از خامی فسونِ گوسفند[۵۴]

(ص ۳۳)

آں جنونِ کوششِ کامل نماند[۵۵]　　　آں تقاضائے عمل در دل نماند

(ص ۳۳)

شیر بیدار از فسونِ میش خفت انحطاطِ خویش را تہذیب گفت [۵۶]

(ص۳۳)

مست زیرِ بارِ محمل می رود [۵۷] پائے کوباں سوئے منزل می رود

(ص۴۵)

می زند اختر سوئے منزل قدم پیشِ آئینے سرِ تسلیم خم [۵۸]

(ص۴۵)

نفسِ تو مثلِ شتر خود پرور است [۵۹] خود پرست و خود سوار و خود سر است

(ص۴۶)

در کفِ مسلم مثالِ خنجر است [۶۰] قاتلِ فحشا و بغی و منکر است

(ص۴۷)

از عصا دستِ سفیدش محکم است قدرتِ کامل بعلمش توام است [۶۱]

(ص۵۰)

چوں عناں گیرد بدست آں شہسوار تیز تر گردد سمندِ روزگار [۶۲]

(ص۵۰)

خفتہ در خاکستر امروزِ ما شعلۂ فردائے عالم سوزِ ما [۶۳]

(ص۵۱)

از وجودِ تو سر افرازیم ما پس بہ سوزِ ایں جہاں سازیم ما [۶۴]

(ص۵۲)

از ولائے دودمانش زندہ ام در جہاں مثلِ گہر تابندہ ام [۶۵]

(ص۵۲)

قوّتِ دینِ مبیں فرمودہ اش کائنات آئیں پذیر از دُودہ اش [۶۶]

(ص۵۲)

فکرِ گردوں رس زمیں پیما ازو چشم کور و گوش ناشنوا ازو [۶۷]

(ص۵۳)

شیر حق ایں خاک را تسخیر کرد ایں گِل تاریک را اکسیر کرد [۶۸]

(ص۵۳)

مرد کشور گیر از کرّاری است   گوہرش را آبرو خودداری است[٦٩]

(ص۵۳)

نالہ و فریاد و ماتم تا کجا   سینہ کوبیہائے پیہم تا کجا[٧٠]

(ص۵۴)

در عمل پوشیدہ مضمونِ حیات   لذّتِ تخلیق قانونِ حیات[٧١]

(ص۵۴)

گردشِ ایّام را برہم زند   چرخِ نیلی فام را برہم زند[٧٢]

(ص۵۴)

آزماید صاحبِ قلبِ سلیم   زورِ خود را از مہمّاتِ عظیم[٧٣]

(ص۵۵)

عشق با دشوار ورزیدن خوش است[٧٤]   چوں خلیلؑ از شعلہ گُل چیدن خوش است

(ص۵۵)

زندگانی قوتِ پیداستے   اصلِ او از ذوقِ استیلاستے[٧٥]

(ص۵۵)

شکلِ او اہلِ نظر نشناختند   پردہ ہا بر روئے او انداختند[٧٦]

(ص۵٦)

مُدّعی گر مایہ دار از قوّت است   دعوٰئے او بے نیاز از حجّت است[٧٧]

(ص۵۷)

باطل از قوّت پذیرد شانِ حق[٧٨]   خویش را حق داند از بطلانِ حق

(ص۵۷)

سیّد ہجویر مخدومِ اُمم   مرقدِ او پیرِ سنجر را حرم[٧٩]

(ص۵۷)

نوجوانے قامتش بالا چو سرو   وارد لاہور شد از شہرِ مرو[٨٠]

(ص۵۸)

رفت پیشِ سیّدِ والا جناب   تا رباید ظلمتش را آفتاب[٨١]

(ص۵۸)

سنگِ رہ آب است اگر ہمت قوی است سیل را پست و بلندِ جادہ چیست [۸۲]

(ص۵۹)

پختہ فطرت صورتِ کہسار باش حاملِ صد ابرِ دریا بار باش [۸۳]

(ص۶۲)

بر سر و سامانِ من باید گریست برگ و سازِ ہستیم دانی کہ چیست؟ [۸۴]

(ص۶۳)

مشت خاکے اصلِ سنگِ اسود است کو سر از جیبِ حرم بیروں زد است [۸۵]

(ص۶۴)

در بنارس برہمنے محترم سر فرو اندر یمِ بود و عدم [۸۶]

(ص۶۵)

کوہ چوں ایں طعنہ از دریا شنید ہم چو بحرِ آتش از کیں بر دمید [۸۷]

(ص۶۷)

ہستی تو بے نشاں در قلزم است ذروہِ من سجدہ گاہِ انجم است [۸۸]

(ص۶۸)

از تو قلزم گدیہ طوفاں کند شکوہ ہا از تنگیِ داماں کند [۸۹]

(ص۶۹)

زیرِ خاکستر شرار اندوختن [۹۰] شعلہ گر دیدن نظر ہا سوختن

(ص۷۴)

خانہ سوزِ محنتِ چل سالہ شو [۹۱] طوفِ خود کن شعلہِ جوّالہ شو

(ص۷۴)

آگہی از قصہِ اخوندِ روم [۹۲] آنکہ دارد اندر حلب درسِ علوم

(ص۷۴)

پائے در زنجیرِ توجیہاتِ عقل کشتیش طوفانیِ ظلماتِ عقل [۹۳]

(ص۷۴)

سوزِ شمس از گفتہِ مُلّا فزود آتشے از جانِ تبریزی کشود [۹۴]

(ص۷۵)

آتشِ دل خرمنِ ادراک سوخت[۹۵] دفترِ آں فلسفی راپاک سوخت

(ص۷۵)

گفت شیخ اے مُسلمِ زنّار دار ذوق و حال است ایں ترا باوے چہ کار[۹۶]

(ص۷۶)

حالِ ما از فکرِ تو بالاتر است[۹۷] شعلہ ما کیمیائے احمر است

(ص۷۶)

آبِ حیواں از دمِ خنجر طلب از دہانِ اژدہا کوثر طلب[۹۸]

(ص۷۷)

سوزِ عشق از دانشِ حاضر مجوے کیفِ حق از جامِ ایں کافر مجوے[۹۹]

(ص۷۷)

آتشے دارد مثالِ لالہ سرد شعلہ دارد مثالِ ژالہ سرد[۱۰۰]

(ص۷۷)

در کفِ موسےٰ ہمیں شمشیر بود کارِ او بالاتر از تدبیر بود[۱۰۱]

(ص۸۰)

سینہ دریائے احمر چاک کرد قلزمے راخشک مثلِ خاک کرد[۱۰۲]

(ص۸۰)

پنجہ حیدرؓ کہ خیبر گیر بود قوّتِ او از ہمیں شمشیر بود[۱۰۳]

(ص۸۰)

ناخنِ ما عقدہ دنیا کشاد بختِ ایں خاک از سجودِ ما کشاد[۱۰۴]

(ص۸۴)

از خُمِ حق بادہ گلگوں زدیم بر کہن میخانہ ہا شبخوں زدیم[۱۰۵]

(ص۸۴)

عصرِ نو از جلوہ ہا آراستہ از غبارِ پائے ما برخاستہ[۱۰۶]

(ص۸۴)

کشتِ حق سیر اب گشت از خونِ ما حق پرستانِ جہاں ممنونِ ما[۱۰۷]

(ص۸۴)

گرچہ رفت از دستِ ما تاج و نگیں   ما گدایاں را بچشمِ کم مبیں[108]

(ص۸۵)

از غمِ امروز و فردا رستہ ایم   با کسے عہدِ محبت بستہ ایم[109]

(ص۸۵)

ذاتِ ما آئینہ ذاتِ حق است   ہستیِ مسلم ز آیاتِ حق است[110]

(ص۸۶)

کوہِ آتش خیز کن ایں کاہ را   ز آتشِ ما سوز غیر اللہ را[111]

(ص۸۷)

ما پریشاں در جہاں چوں اختریم   ہمدم و بیگانہ از یک دیگریم[112]

(ص۸۷)

باز ایں اوراق را شیرازہ کن   باز آئینِ محبت تازہ کن[113]

(ص۸۷)

رہرواں را منزلِ تسلیم بخش   قوتِ ایمانِ ابراہیم بخش[114]

(ص۸۷)

منکہ بہرِ دیگراں سوزم چو شمع   بزمِ خود را گریہ آموزم چو شمع[115]

(ص۸۷)

آفتاب از سوزِ او گردوں مقام   برقہا اندر طوافِ او مدام[116]

(ص۸۸)

عندلیبم از شررہا دانہ چید   نغمہ آتش مزاجے آفرید[117]

(ص۸۷)

من مثالِ لالہِ صحرا ستم   در میانِ محفلے تنہا ستم[118]

(ص۸۹)

اسرار و رموز (یکجا) اور بیاض اسرارخودی کے موازنہ و مقائسہ کے نتیجے میں ان شعری صورتوں کے اختلافات کے ساتھ ساتھ بعض دیگر تغیرّات اور ترمیمات بھی ملتی ہیں۔ اس سلسلے میں اس مثنوی کے ان جزوی طور پر مختلف اشعار سے قطع نظر مثنوی کے وہ عناوین جو بیاض میں مختلف صورت میں ہیں اور وہ شعری حصے جن کا

متن کلی طور پر بیاض کا حصہ نہیں ان کی نشان دہی ضروری ہے۔مقالے کے آخر میں ہر دو حوالے سے اسرارِ خودی کے عنوانات درج کیے جاتے ہیں:

__ در بیان اینکہ اصل نظامِ عالم از خودی است و تسلسلِ حیاتِ تعیّناتِ وجود بر استحکامِ خودی انحصار دارد[۱۱۹]

(ص۱۲)

__ در بیان اینکہ حیاتِ خودی از تخلیق و تولیدِ مقاصد است[۱۲۰]

(ص۱۶)

در بیان ایں کہ تربیتِ خودی راسہ مراحل است مرحلۂ اول را اطاعت و مرحلۂ دوم را ضبطِ نفس و مرحلۂ سوم را نیابتِ الٰہی نامیدہ اند[۱۲۱]

(ص۴۴)

__ حکایتِ نوجوانے از مرو کہ پیشِ حضرت سیّد مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ آمدہ از ستمِ اعدا فریاد کرد[۱۲۲]

__ حکایتِ الماس و زغال[۱۲۳]

(ص۶۳)

__ حکایت شیخ و برہمن و مکالمۂ گنگا و ہمالہ در معنی ایں کہ تسلسلِ حیات ملیہ از محکم گرفتن روایاتِ مخصوصۂ ملیّہ می باشد[۱۲۴]

(ص۶۵)

__ اندرز میر نجات نقشبند المعروف بہ بابائے صحرائی کہ برائے مسلمانانِ ہندوستان رقم فرمودہ است[۱۲۵]

(ص۶۹)

__ در بیان اینکہ چوں خودی از عشق و محبت محکم میگردد قوائے ظاہرہ و مخفیہ نظامِ عالم را مسخّر می سازد ۱۲۶

(ص۲۶)

__ در معنی اینکہ افلاطونِ یونانی کہ تصوف و ادبیات اقوام اسلامیہ از افکارِ او اثرِ عظیم پذیرفتہ بر مسلکِ گوسفندی رفتہ است و از تخیّلاتِ او احتراز واجب است[۱۲۷]

(ص۳۴)

__ در حقیقتِ شعر و اصلاحِ ادبیاتِ اسلامیہ[۱۲۸]

(ص۳۷)

حوالہ جات:

۱۔ اسرارِ خودی (طبع اوّل)_ متن کا تحقیقی مطالعہ، مشمولہ بازیافت، شمارہ نمبر ۲۳، جنوری تا جون ۲۰۱۸ء، ص ۱۷۱
۲۔ ملاحظہ کیجیے: اسرارِ خودی، ۱۹۱۵ء، بہ اہتمام حکیم محمد چشتی نظامی، لاہور: یونین سٹیم پریس
۳۔ بیاض میں یہ شعر شامل نہیں، دیکھیے بیاض: اسرارِ خودی، مملوکہ اقبال اکادمی پاکستان
۴۔ بیاض اسرارِ خودی میں تیسرے شعر کے طور پر یہ بیت بھی شامل ہے۔ سوز آہنگم نم از شبنم کشید + قطرہ را ابر چیدو گوہر آفرید، ص ۳
۵۔ بیاض میں اس شعر سے آگے کے چھے ابیات بالترتیب موجود نہیں
۶۔ بیاض میں شعر اس صورت میں ہے: بے نیاز از گوش امروز آمدم + من صدائے شاعر فرداستم دیکھیے، ص ۴۔ لیکن یہاں یہ شعر تمہید کا بالترتیب گیارھواں بیت ہے
۷۔ بیاض میں یہ شعر موجود نہیں، دیکھیے، ص ۴
۸۔ یہ شعر بھی بیاض میں شامل نہیں، البتہ اس سے ملتی جلتی یہ صورت ملتی ہے: شعرم آواز جہانِ دیگر است + این جرس را کاروانِ دیگر است، دیکھیے، ص ۴
۹۔ بیاض میں اس شعر کے مصرع اول کا اولین حصہ ترمیم شدہ ہے، اولین حصہ یہ ہے: 'پنجہ با بحرم کن' دیکھیے، ص ۵
۱۰۔ بیاض میں یہ شعر شامل نہیں۔ دیکھیے، ص ۳
۱۱۔ بیاض میں اس بیت کے مصرع ثانی کے آغاز میں 'بر' کے بجائے 'در' مرقوم ہے، دیکھیے، ص ۷
۱۲۔ بیاض میں اس کے بعد یہ شعر آتا ہے: سوختم از گرمیِ آوازِ او + نغمہ ہا اندوختم از سازِ او، دیکھیے، ص ۷
۱۳۔ بیاض میں یہ شعر یوں ہے: شمع شبخوں ریخت بر پروانہ ام + بادہ یورش کرد بر پیمانہ ام، دیکھیے، ص ۸
۱۴۔ بیاض میں اس شعر کے مصرع ثانی میں 'قوم ے' کے بجائے 'شہرے' کے الفاظ مندرج ہیں، دیکھیے، ص ۸
۱۵۔ بیاض میں اس کے بعد یہ شعر درج ہے: روح گوی جوید اجسام کہن + کمتر از قُم نیست اعجاز سخن، دیکھیے، ص ۱۱
۱۶۔ بیاض میں یہاں سے آغاز پذیر گیارہ ابیات پر مبنی یہ پورا بند شامل نہیں ہے، دیکھیے، ص ۱۰۔۱۱
۱۷۔ بیاض میں اس بیت کا مصرع ثانی یوں ہے: من ہلال آسا تہی پیمانہ ام۔ دیکھیے، ص ۱۱
۱۸۔ بیاض میں مصرعِ ثانی یوں ہے: لطفِ یزداں اصفہاں از من مجو۔ دیکھیے، ص ۱۱
۱۹۔ بیاض میں اس بیت کا مصرع اول یوں ہے: صد ہزار عالم نہاں در ذاتِ او۔ دیکھیے، ص ۱۲
۲۰۔ اس شعر کے بعد کے ۱۳ ابیات بیاض میں شامل نہیں۔ دیکھیے، ص ۱۳
۲۱۔ یہ بیت بیاض کا حصہ نہیں۔ دیکھیے، ص ۱۲
۲۲ بیاض میں اس شعر کے بعد خاتمہ بند سے قبل یہ شعر بھی درج ہے: نالہ شد در سینۂ بلبل تپید + در حریم غنچہ خاموشی گزید دیکھیے، ص ۱۳؛ اس کے بعد حاشیہ نمبر ۲۲ کے تحت مرقوم شعر خاتمہ بند کے طور پر آئے ہیں۔
۲۳۔ بیاض میں نئے بند کے آغاز میں اس شعر سے قبل یہ دو شعر بھی ہیں:

خیز داانگیز دفتد تابد دمد سوزد افروزد خرامد پر زند

در نیاز ما جواب ناز یافت

خویش را گم کردہ آخر باز یافت

دیکھیے (ص ۱۳)

۲۴۔ بیاض میں مصرع اول میں 'از' کے بجائے 'ار' ہے، دیکھیے، ص ۱۳
۲۵۔ بیاض میں مصرع ثانی یوں ہے: جنبش از ما وام گیرد جام مے، دیکھیے، ص ۱۳
۲۶۔ بیاض میں علامہ نے مصرع دوم میں ترمیم کی، اولاً لفظ 'تلاش' کی جگہ 'مذاق' تھا۔ دیکھیے ص ۱۴
۲۷۔ بیاض میں مصرع اول ہی 'تابِ دمید' کے بجائے 'تاب نمو' کے الفاظ ہیں۔ دیکھیے، ص ۱۴
۲۸۔ بیاض میں اس بیت کے بجائے خاتمہ بند کے طور پر یہ شعر درج ہے: زندگی محکم ز ایقاظِ خودی است + کاہد از خوابِ خودی نیروئے زیست، ص ۱۵

۲۹ یہ شعر بیاض کا حصہ نہیں۔

۳۰۔ یہ شعر بیاض کا حصہ نہیں۔

۳۱۔ بیاض میں یہ بیت مختلف شکل میں یوں ہے: نَے گرفت از نیستاں آئین خویش + نغمہ زد از لذّتِ تعیینِ خویش، ص ۱۶

۳۲۔ بیاض میں مصرع دوم اس طرح ہے: چیست راز اختراعاتِ عُلوم۔ دیکھیے، ص۱۶

۳۳ بیاض میں مصرع اول یوں ہے: بینی و دست و دماغ و چشم و گوش، ص۱۷

۳۴۔ یہ شعر بیاض میں شامل نہیں۔

۳۵۔ طبع اول میں اس شعر کا مصرع ثانی یوں ہے: از حسینانِ جہاں محبوب تر، دیکھیے، ص۱۹

۳۶۔ یہ شعر بیاض میں شامل نہیں

۳۷۔ یہ شعر بیاض کا حصہ نہیں

۳۸۔ اس شعر کا مصرعِ ثانی بیاض میں یوں ہے: تاجِ قیصر زیرِ پائے اُمّتش۔ دیکھیے ص ۲۰

۳۹۔ یہ شعر بیاض کا حصہ نہیں۔

۴۰۔ ایضاً۔

۴۱۔ اس بیت سے آگے کے پانچ ابیات بیاض میں شامل نہیں۔ دیکھیے ص ۲۰

۴۲۔ بیاض میں مصرع ثانی میں بالترتیب 'آں' کی جگہ 'ایں' اور 'ایں' کی جگہ 'آں' مرقوم ہے۔ کھیے، ص ۲۰

۴۳۔ بیاض میں مصرعِ اولیٰ میں 'دمبدم' کے بجائے 'مُتصّل' کا لفظ رقم ہے۔ دیکھیے، ص ۳۲

۴۴۔ بیاض میں اس شعر کے بجائے خاتمہ بند اس بیت پر ہوا ہے: تا تو ہم باب شہنشاہی شوی + حکمراں از ماہ تا ماہی شوی۔ دیکھیے، ص۲۳

۴۵۔ بیاض میں مصرع دوم میں 'روبہ' کے بجائے 'روباہ' کا لفظ آیا ہے۔ دیکھیے، ص۲۳

۴۶۔ بیاض میں بیت یوں ہے: جُملہ اسقامِ تو از ناداری است + اصلِ علّت ہا ہمیں بیماری است۔ دیکھیے، ص۲۳

۴۷۔ بیاض میں اس شعر کے بعد کے مسلسل سات ابیات شامل نہیں۔ دیکھیے، ص۲۳

۴۸۔ اقبال نے بیاض میں مصرع اول میں ترمیم کی۔ اوّلاً 'خیالِ انتقام' لکھا، پھر کاٹ کر 'جنون انتقام' رقم کیا۔ دیکھیے ص۲۷

۴۹۔ بیاض میں مصرع ثانی یہ ہے: رنگِ سبعیت پذیرد گوسفند۔ دیکھیے، ص۲۷

۵۰۔ بیاض میں مصرع اول کا اوّلین لفظ 'صاحب' کے بجائے 'مہبط' ہے۔ دیکھیے، ص۲۷

۵۱۔ بیاض میں مصرعِ ثانی یوں ہے: غربت از شانِ امارت خوشتر است۔ دیکھیے ص۲۸

۵۲۔ بیاض میں مصرعِ ثانی یوں ہے: تا ز فیض نیّرے تاباں شوی، دیکھیے ص۲۹

۵۳۔ بیاض میں یہ شعر مکمل صورت میں یوں ہے: قومِ شیر از فتحِ پیہم خَستہ بود + دِل بذوقِ استراحت بستہ بود۔ دیکھیے، ص۲۹

۵۴۔ یہ شعر بیاض میں اس صورت میں درج ہے: آمدش ایں وعظِ خواب آور پسند + گشت مسحُور از کلامِ گوسفند۔ دیکھیے، ص ۳۰

۵۵ بیاض میں پہلے مصرعے میں لفظ 'جنون' کے بجائے 'مذاق' درج ہے۔ دیکھیے، ص ۳۰

۵۶ بیاض میں یہ شعر خاتمہ بند کے طور پر مصاریع کے وسط میں درج ہے۔ دیکھیے، ص۳۱

۵۷۔ بیاض میں مصرع اول یوں ہے: راکب و سامان و محمل می برد۔ دیکھیے، ص۳۱

۵۸۔ اس بیت سے آگے کے مسلسل چھے ابیات بیاض کا حصہ نہیں۔ دیکھیے، ص۳۲

۵۹۔ بیاض میں مصرع اوّل یوں ہے: ایں وجود خاکی تو اشتر است۔ دیکھیے، ص۳۲

۶۰۔ بیاض میں مصرع اول میں 'در کفِ مسلم' کے بجائے 'در کفِ مومن' کے الفاظ آئے ہیں۔ دیکھیے ص ۳۴

۶۱۔ بیاض میں مصرع دوم یوں ہے: یعنے علم او بقدرت ہمدم است۔ دیکھیے، ص۳۶

۶۲۔ بیاض میں مصرع دوم میں 'تیز تر گردِ سمند روزگار' کے الفاظ ہیں، ایضاً

۶۳۔ بیاض میں اس بیت سے آگے کے دس مسلسل ابیات شامل نہیں۔ دیکھیے، ص۳۸

۶۴۔ بیاض میں مصرعِ ثانی یوں ہے: پس بِآلامِ جہاں سازیم ما۔ دیکھیے، ص۳۸۔ علاوہ ازیں دو شعر اور ہیں:

اے بخود پوشیدہ خود را وانما
حاصل از صدیق کن صدق وصفا
از عمر انصاف و از عثماں حیا
جرات از مولا علی مرتضےٰ
(ص۳۸)

۶۵۔ اس بیت سے آگے تک مسلسل پانچ ابیات حصہ بیاض نہیں ہیں۔ دیکھیے، ص۳۸
۶۶ اس بیت کے بعد دوشعر یہ بھی بیاض میں درج ہیں:

کمتر از آنے ز اوقاتش ابد | کاسب افزایش از ذاتش ابد
طور موجے از غبار خانہ اش | کو را بیت الحرم کاشانہ اش
(ص۳۹)

۶۷۔ مصرع ثانی، بیاض میں اس صورت میں ہے: دیدہ اعمیٰ گوشِ ناشنوا ازو۔ دیکھیے، ص۳۹
۶۸۔ اس کے بعد بیاض میں یہ شعر بھی درج ہے: خاک رافرماں پذیرِ خویش ساخت + ذرہ را آفتاب اندیش ساخت۔ دیکھیے، ص۳۹
۶۹۔ یہ شعر بیاض میں شامل نہیں، اس کے بجائے یہ بیت درج ہے: در جہاں ہر فتح از کراڑی است + آبروئے مرد از خودداری است، دیکھیے، ص۴۰
۷۰۔ بیاض میں اس شعر کے بعد دو ابیات مزید ہیں:

چوں مساعد گردش ایام نیست | بر مرادت چرخِ نیلی فام نیست
بایدت ایام را برہمزدن | چرخِ نیلی فام را برہمزدن
(ص۴۱)

۷۱۔ بیاض میں شعر یوں ہے: در عمل مخفی است مضمونِ حیات + ذوقِ تخلیق است قانونِ حیات۔ دیکھیے، ص۴۱
۷۲۔ یہ شعر بیاض میں شامل نہیں
۷۳۔ بیاض میں مصرعِ ثانی یوں ہے: ہمتش راز خطرہائے عظیم۔ دیکھیے، ص۴۲
۷۴۔ مصرع اول بیاض میں یوں ہے: باخطرہا عشق ورزیدن خوش است۔ دیکھیے ص۴۲
۷۵۔ بیاض میں اس شعر کے ہمراہ 'ق' کا اہتمام نہیں۔ دیکھیے، ص۴۳
۷۶۔ بیاض میں مصرع ثانی میں 'پردہ ہا' کے بجائے 'پردہا' لکھا ہے۔ دیکھیے، ص۴۳
۷۷۔ بیاض میں شعر یوں ہے: مدّعی گر صاحب قوت بود + دعوئش مستغنی از حجّت بود۔ دیکھیے، ص۴۴
۷۸۔ بیاض میں مصرع اول میں 'شانِ حق' کے بجائے 'سانِ حق' درج ہے۔ دیکھیے، ص۴۴
۷۹۔ بیاض میں اس شعر کے آغاز کے حصے کے سات ابیات شامل نہیں ہیں۔ دیکھیے، ص۴۵،۴۶
۸۰۔ بیاض میں شعر یوں ہے: نوجوانے از قہستان ہرات + رفت پیش پیر دانائے سوات۔ دیکھیے، ص۴۵
۸۱۔ بیاض میں یہ شعر شامل نہیں
۸۲۔ بیاض میں مصرعِ اوّل میں 'سنگ رہ' کے بجائے 'سنگِ راہ' کے الفاظ ہیں۔ دیکھیے، ص۴۶
۸۳۔ بیاض میں اس شعر کے بعد مزید پانچ شعر درج ہیں جو مختلف صورت رکھتے ہیں:

ہوشیار از روزگار خویش باش | پختہ مثل کوہسار خویش باش
صورتِ منصور اگر خود بیں شوی | ہم چو حق بالا تر از آئیں شوی
نور مضمون دفتر منصور سوخت | جلوہ رقصید و متاع طور سوخت
رفت از من روح گردوں تازِ اُو | از اجل بیگانہ ماند آوازِ او
نعرہ اش در لب چو گویای ندید | سر بروں از قطرئہ خونش کشید
(دیکھیے، ص۵۰)

۸۴۔ بیاض میں مصرع ثانی میں نشانِ استفہام کا اہتمام نہیں۔ دیکھیے، ص۵۱

۸۵۔ بیاض میں اس کے بعد یہ شعر درج ہے: پشتگیہا جُست وخود آگاہ شد + زینتِ پہلوئے بیت اللہ شد۔ دیکھیے، ص۵۳

۸۶۔ بیاض میں اس شعر کا مصرعِ دوم یہ ہے: غوطہ خوار قلزم بُودوعدم۔ دیکھیے، ص۵۳

۸۷۔ بیاض میں اس شعر کا مصرعِ دوم یہ ہے: صد شرار از سینہ خارابرید۔ دیکھیے، ص۵۶

۸۸۔ بیاض میں اس شعر کے بعد دو شعر مزید ہیں جنھیں علامہ نے اولاً قلم زد کیا، بعد ازں جزوی ترمیم کے ساتھ از سرِ نو درج کر دیا:

قطرہخود را بپائے خود مریز — در طلاطم کوش و با قلزم ستیز
آب گوہر خواہ و گوہر ریزہ شو — بہرِ گوشِ شاہدے آویزہ شو

(ص۵۷)

۸۹۔ یہ شعر بیاض میں یوں ہے: از تو قلزم سائلِ طوفاں شود + شکوہ سنجِ تنگیِ داماں شود۔ دیکھیے، ص۵۸

۹۰۔ بیاض میں مصرع اول میں 'شرار' کے بجائے 'شرر' درج ہے۔ ص۶۳

۹۱۔ بیاض میں مصرعِ اوّل میں 'محنتِ چل سالہ' کے بجائے 'طاعتِ چل سالہ' رقم ہے، دیکھیے، ص۶۳

۹۲۔ بیاض میں مصرع اول میں 'آگہی' کے بجائے 'آگہ' درج ہے۔ دیکھیے، ص۶۴

۹۳۔ بیاض میں مصرعِ دوم اس صورت میں ہے: آب حیواں جست در ظلماتِ عقل، ص۶۴

۹۴۔ بیاض میں یہ شعر اس شکل میں ہے: حرف ملاّ شمس راحدت فزود + آتشے از جانِ تبریزی کشود۔ دیکھیے، ص۵۶

۹۵۔ بیاض میں پہلا مصرع یہ ہے: التہاب دل خسِ ادراک سوخت، دیکھیے، ص۶۵

۹۶۔ بیاض میں مصرعِ دوم یوں ہے: ذوقِ وصال است ایں ترا باوے چہ کار، ص۶۶

۹۷۔ اقبال نے بیاض میں مصرعِ اوّل میں ترمیم کی، اوّلاً یوں تھا: حالِ ما از حالِ تو بالاتر است، ص۶۶

۹۸۔ بیاض میں اس بیت کے ہمراہ 'ق' (قطعہ بند) کا اشارہ نہیں، دیکھیے، ص۶۶

۹۹۔ بیاض میں ان مصرعوں کے آخر میں 'ے' کا اہتمام نہیں، دیکھیے، ص۶۶

۱۰۰۔ بیاض میں مصرع ثانی یہ ہے: شعلہ ہادارد مثالِ ژالہ سرد، دیکھیے، ص۶۸

۱۰۱۔ بیاض میں یہ شعر شامل نہیں، دیکھیے، ص۷۱

۱۰۲۔ یہ شعر بھی بیاض کا حصہ نہیں، دیکھیے، ص۷۱

۱۰۳۔ بیاض میں اس شعر سے قبل ایک اور شعر درج ہے: توہم ایں شمشیر را آور بدست + تا شود محکوم تو بالاؤ پست، بیاض، ص۷۱
جب کے اس شعر کے بعد اس مقام پر یہ چودہ (۱۴) اشعار مسلسل درج ہیں:

مہدی امت امیر المسلمیں — خاتم اسلام را نامش نگیں
فاتحِ اقوام و ہمنامِ نبی — ہستی او شرحِ پیغامِ نبی
در دعائے نصرت آمیں تیغِ او — قاطع نسل شیاطیں تیغ او
دل قوی از قوت اسلام داشت — زور بازو از ہمیں صمصام داشت
کشور قیصر چلیپا را حصار — تیغ او را یادگار پایدار
خون مسلم را امیں ہر ذرّہ اش — لا الہ گویاں بروید سبزہ اش
تیغ عریانے کہ تاج از کے ربود — قرنہا با قیصراں جنگ آزمود
عمر ہا مسلم بخاک و خوں طپید — چرخ کجرو را بسطام خود ندید
سطوت فاتح چو عالمگیر شد — بستہ فتراک آں نخچیر شد
قائد مہدی لقب فاتح خطاب — پاسبان عزت ام الکتاب

عہد فاروق از جلالش تازہ شد　　حق ز تیغ او بلند آوازہ شد
از وجود او فروغ اسلام یافت　　قول پاک مصطفٰے اتمام یافت
تیغ او کاشانہ کفار سوخت　　رومیاں را دفتر پندار سوخت

در جہاں آئین نو آغاز کرد
مسند شاہان پیشیں ورنورد

دیکھیے بیاض، ص ۷۱-۷۲ جب کہ اس کے بعد کے ۱۵۳ اشعار بیاض میں نہیں۔

۱۰۴۔ بیاض میں شعر یوں ہے: ناخن ما عقدۂ گیتی کشاد + افسر قیصر بپائے ما فتاد۔ دیکھیے، ص ۷۳

۱۰۵۔ بیاض میں اس شعر کا مصرع ثانی یوں ہے: بر خیالاتِ کہن شبخوں زدیم۔ دیکھیے، ص ۷۳

۱۰۶۔ بیاض میں یہ شعر اس صورت میں ہے: عصر نو کز جلوہ ہا آراست است + از غبار پائے ما بر خاست است۔ دیکھیے، ص ۷۴

۱۰۷۔ اس شعر سے قبل بیاض میں یہ شعر بھی ہے: کوہ ہا در پیچ و تاب از کاہ ما + شیر ہا لرزیدہ از روباہ ما۔ دیکھیے، ص ۷۴

۱۰۸۔ بیاض میں یہ شعر شامل نہیں ہے۔

۱۰۹۔ اس شعر کے مصرع اول میں 'از غم امروز' کے بجائے 'ماز بند دوش' کے الفاظ ہیں۔ دیکھیے، ص ۷۴

۱۱۰۔ بیاض میں یہ شعر تو شامل نہیں البتہ اس کے بجائے یہ تین ابیات اس مقام پر درج ہیں:

ماہ از ذوقِ فزودن کاست است　　باز بر گردوں افق آراست است
غنچہ ما گلستاں در دامن است　　چشم ما از صبح فردا روشن است

خفتہ در خاکستر امروز ما
شعلہ فردائے عالم سوز ما

(د، ص ۷۵)

۱۱۱۔ بیاض میں اس طرح ہے: کوہ آتش خیز کن ایں کاہ را + بازدہ ما سوز غیر اللہ را، ص ۷۶

۱۱۲۔ بیاض میں مصرع اوّل یہ ہے: ما پریشاں چو ہجوم اختریم، دیکھیے، ص ۷۶

۱۱۳۔ بیاض میں یہ اس صورت میں ہے: باز ازیں اوراق را شیرازہ کن + باز آئینِ کہن را تازہ کن (دیکھیے، ص ۷۶) اور اس کے بعد تین شعر مزید ہیں، جو مطبوعہ صورت میں نہیں، شعر یہ ہیں:

سامری صد گونہ انداز آفرید　　چوں سمندر خویش را باز آفرید
تا بافسون کہن پرداخت است　　صد رسن در پائے ما انداخت است
قوم را قلب توانا باز دہ　　چوب موسیٰ را ہماں اعجاز دہ

(دیکھیے، ص ۷۶، ۷۷)

۱۱۴۔ بیاض میں یہ شعر شامل نہیں، اس کے بجائے اس مقام پر یہ بیت درج ہے: رہ نورد منزل تسلیم کن + تارکِ آفل چو ابراہیم کن، دیکھیے، ص ۷۷

۱۱۵۔ بیاض میں اس شعر سے نئے بند کا آغاز نہیں ہوتا بلکہ گذشتہ بند بدستور جاری ہے، دیکھیے، ص ۷۷

۱۱۶۔ بیاض میں یہ شعر اوّلاً اس صورت میں ہے: آفتاب از فیض او گردوں مقام + بر قبہا محوِ سپاس او مدام، بعد ازاں مصرع ثانی تبدیل کرتے ہوئے یہ صورت بہم پہنچائی ہے: بر قبہا محوِ طواف او مدام، دیکھیے، ص ۷۹

۱۱۷۔ بیاض میں یہ شعر شامل نہیں۔

۱۱۸۔ بیاض میں اس شعر کا مصرع ثانی یہ ہے: در ہجوم عالمے تنہاستم، دیکھیے، ص ۸۰

۱۱۹۔ بیاض میں یہ حاشیہ اس عنوان سے ہے: "در بیانِ اینکہ حیاتِ خودی از جلوہ تعینات است و تسلسل حیاتِ تعینات بر استحکام خودی انحصار دارد۔" دیکھیے، ص ۱۲

۱۲۰۔ بیاض میں عنوان میں 'حیات خودی از' کے الفاظ کے بجائے 'اصلِ حیات در' کے لفظ آئے ہیں۔ دیکھیے، ص ۱۵

۱۲۱۔ بیاض میں عنوان مختلف ہے: ”دربیان اینکہ کمالِ انسانی راسہ مراحل است۔ مرحلہ اول رااشتری و مرحلہ دوئم رااشتربانی و مرحلہ سوئم راجہانبانی نامیدہ اند۔ دیکھیے، ص ۳۱

۱۲۲۔ بیاض میں اس عنوان یوں ہے: ”حکایتِ نوجوانے از ہرات کہ پیش اخوند سوات رفتہ واز ستم اعدا فریاد کرد۔ دیکھیے، ص ۴۵

۱۲۳۔ اس حکایت کا عنوان اوّلاً یہ تھا: ”حکایتِ دیگر برین معنی کہ زندگی از صلابت خودی قائم است“۔ بعد ازاں علامہ نے اسے قلم زد کر دیا۔ دیکھیے، ص ۵۱

۱۲۴۔ اوّلاً اس حکایت کے عنوان میں آغاز میں درج ”حکایتِ شیخ و برہمن“ کا ٹکڑا شامل نہ تھا۔ دیکھیے، ص ۳۵

۱۲۵۔ بیاض میں عنوان میں ’المعروف بہ بابائے صحرائی‘ کے الفاظ درج نہیں، ص ۶۲

۱۲۶۔ بیاض میں اس عنوان کے تحت تحریر کیا گیا حصہ یہاں شامل نہیں۔ دیکھیے، ص ۲۳

۱۲۷۔ متن کا یہ طویل حصہ بیاض میں شامل نہیں۔

۱۲۸۔ اس طویل حصے کا متن مکمل طور پر بیاض میں موجود نہیں اس کے بجائے خودی کے مراحل شامل ہو جاتے ہیں۔ دیکھیے، ص ۳۱ تا ۳۸

Abstract

This article compares the selected couplets of the 1923 published work of mathnavi *Asrar-e khudi* by Allama Iqbal with its two bayaazs to mention the modifications of its widely published text by the Iqbal Academy, Lahore. The article writer mentions such couplets varying from the bayaaz. The 1923 text of the mathnavi was its third edition. Its first edition was published in 1915 and the second in 1918. Its bayaazs are of two types. The first one provides many corrections made by the poet Allama Iqbal as it was criticized and Allama Iqbal had to make some changes in it. The headings, it contained, are varying to a larger extent. The contents of the bayaaz shows that the mathnavi did not reach then to its final version. The other bayaaz has the same condition. This bayaaz is devoid of some of the couplets which are included in its final version published later on.

Keywords: *Asrar-e khudi*, Allama Iqbal, bayaaz